Article

Thematic And Technical Review of Poems Written by Iqbal Rahi for Children

اقبال راہی کی بچوں کے لیے لکھی گئی نظموں کا موضوعاتی و فنی جائزہ

Dr Aasma Rani[*1]
Associate Professor, Government Sadiq College Women University Bahawalpur
Dr. Aqsa Naseem Sindhu[*2]
Assistant Professor, Government Sadiq College Women University Bahawalpur

ڈاکٹر عاصمہ رانی[*1]
ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ صادق کالج وومن یونی ورسٹی بہاول پور
ڈاکٹر اقصیٰ نسیم سندھو[*2]
اسسٹنٹ پروفیسر گورنمنٹ صادق کالج وومن یونیورسٹی بہاولپور

Correspondanance: aqsanaseemsindhu@gmail.com

eISSN:**3005-3757**
pISSN: **3005-3765**

Received: 21-10-2024
Accepted:22-12-2024
Online:25-12-2024

Copyright:© 2023 by the authors. This is an access-openarticle distributed under the terms and conditions of the Creative Common Attribution (CC BY)

Abstract: In Urdu literature, children's works play a vital role in nurturing language skills, fostering creativity, and instilling values such as kindness, empathy, and perseverance. They create a nurturing environment where children can explore new worlds, expand their horizons, and cultivate a lifelong love for reading and learning. Iqbal Rahi, a renowned poet known for his contributions to Urdu literature, especially for children, Rahi's poems often revolve around nature, encouraging children to explore and appreciate the beauty of the natural world. He uses vivid imagery to paint pictures of landscapes, animals, and seasons, stimulating the imagination of young readers. Many of Rahi's poems convey moral lessons and instill values

license

such as kindness, honesty, and compassion. Iqbal Rahi's poems for children exhibit a blend of thematic depth and technical prowess, making them both entertaining and educational for young readers. Through his masterful use of language, imagery, and narrative, he inspires children to explore the world around them, cultivate their imagination, and embrace values that will guide them throughout their lives.

KEYWORDS: Iqbal Rahi, Children, Encourage, Poems, Urdu poetry, kindness, honesty, and compassion.

ادب میں بچوں کے لیے لکھی گئی تصانیف خواہ وہ کہانیاں ہوں یا نظمیں اور غزلیں ان کی تحسین و تعینِ قدر کرنے کے دو طریقے ہیں۔ پہلا طریقہ تخلیقی نظریات بڑے کے ہوں اور نفسیاتِ اطفال کی روشنی میں تخلیقات کی معنویت اور اہمیت کا اندازہ لگایا جائے۔ دوسرا طریقہ بچوں کی پسند کے مطابق تخلیق کرنا، نظیر اکبر آبادی کو بچوں کا پہلا شاعر مانا جاتا ہے۔ انہوں نے بچوں کے لیے ان کی پسند کے مطابق محدود اور گنے چنے موضوعات جیسے چرند پرند اور میلوں ٹھیلوں پر نظمیں لکھیں جن کو بچوں نے خوب پسند کیا۔ نظیر اکبر آبادی کے بعد بچوں کے لیے لکھی گئی شاعری میں وسعت پیدا کی گئی اب شاعری محض میلے ٹھیلے اور چرند پرند تک محدود نہیں رہی بلکہ اس میں بچوں کے لیے اصلاحی نظمیں بھی کہی جانے لگیں کیونکہ ایک قوم وملک کی ترقی کا دارومدار اس قوم کی نسل پر ہوتا ہے اگر نوجوان نسل پڑھی لکھی، سلجھی ہوئی اور اپنے حق کو سمجھنے والی ہو گی تو ہی ایک ملک اور قوم کی ترقی ہو سکتی۔ نظیر اکبر آبادی کے بعد دوسرا بڑا نام اسمٰعیل میر ٹھی ہے جنہوں نے نظیر اکبر آبادی کے مقابلے میں بچوں کے لیے بہت سی نظمیں لکھیں، حالی، آزاد اور اسمٰعیل میر ٹھی نے بچوں کے لیے جو نظمیں لکھیں ان کا موضوع اصلاحی بھی تھا اور لطف اندوز بھی۔ ان شعراً نے ارادتاً ایسی نظمیں کہیں جن کے مطالعے سے بچوں کے اندر انسانی خوبیوں سے محبت اور نیکیوں کی طرف راغبت پیدا ہوئی۔ اس دور میں بچوں کی ذہنی تربیت کے لیے نظم نگاری کو ایک موثر ذریعہ بنایا گیا۔

قیامِ پاکستان کے بعد بچوں کے لیے جو نظمیں لکھیں گئی ان میں نئ جہت اور نئ سمت کی طرف نشاندہی کی گئی۔ سب سے اہم بات جو ان شعراء میں نظر آتی ہے انہوں نے خود کو بزرگ اور اصلاحی فریضہ انجام دینے کے لیے خود کو بڑا سمجھنے کے بجائے بچوں کے ساتھ بچہ بن کر ان کا ساتھی بن کر تکلفانہ گفتگو کی۔ جس سے بچوں میں نظمیں پڑھنے کا شوق مزید پیدا ہوا بلکہ وہ مزید ہر چیز کو سمجھنے بھی لگے۔ یہ بات حقیت ہے کہ بچوں پر اگر حکم چلا کر کوئی بات سمجھائی جائے

تو وہ اس کو کبھی نہ سمجھتے ہیں نہ ہی عمل کرتے ہیں بچوں کی اصلاح کے لیے خود بچہ بنا زیادہ بہتر اور موثر طریقہ ہوتا ہے ان کی اصلاح اور ذہنی نشوونما کے لیے، جیسے علامہ اقبال اُردو ادب کا بڑا نام جنھوں نے بچوں کے لیے خوبصورت او سبق آمیز نظمیں لکھیں۔”ضرب کلیم“ اور”بال جبریل“ میں وہ فلسفی اور مفکر نظر آتے ہیں جب کہ ”بانگ درا“ میں وہ شاعر فطرت ہیں۔ تشبیہات کے حوالے سے اقبال کی بعض نظمیں جیسے ماہ نو، ہمالیہ، بزم انجم، گل رنگیں، تصویر درد، ابر کوہسار، انسان اور بزم قدرت، ابر اور پھول، تشبیہات کی قدرت کے حوالے سے نہایت پر تاثر، سادہ اور منفرد نظمیں ہیں۔

بچے نہ صرف کسی ملک کی حقیقی دولت ہوتے ہیں بلکہ مستقبل کا عظیم سرمایہ بھی ہوتے ہیں بچوں کی پرورش اور اُن کی نشوونما میں ملک کے جغرافیائی اور معاشرتی ماحول کا بڑا اثر ہوتا ہے۔بچوں کو جسمانی نشوونما کے ساتھ ذہنی پختگی کی بھی ضرورت ہوتی ہے اس سلسلے میں بچہ جس ماحول میں رہتا ہے وہاں کی تہذیب اور تعلیم اثر انداز ہوتی ہے۔ تعلیم میں ادب کا بہت بڑا کردار ہے اور درسی ادب صرف کتابوں تک ہی محدود نہیں ہوتا بلکہ اس میں تفریح اور طبع بھی ہوتا ہے اور اگر یہ تمام چیزیں بچوں کو اُن کی مادری زبان میں میسر ہوں تو سب سے زیادہ اُن کی نشوونما پر مثبت اثر ڈالتے ہیں۔اسی بارے میں حسن فاروقی لکھتے ہیں:

”یہ حقیقت ہے کہ ہم نے بچوں کے ادب کی تخلیق سے لاپرواہی برتی یا اس پر اتنی سنجیدگی سے توجہ نہیں دی جس کے وہ مستحق تھے کیونکہ کسی بھی زبان کا ادب بچوں کے ادب کے بغیر ممکن نہیں ہوتا“(1)

عام مشاہدے کی بات ہے کہ بچوں کو کہانی یا ناول پڑھنے اور سمجھنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے اس لیے نثری ادب آٹھ سال کے بعد کے بچوں کے لئے محدود ہے۔دس بارہ سال پر مشتمل نظمیں ہر عمر کے بچے کی دلچسپی کا ساماں فراہم کرتی ہیں اور انھیں ازبر کرنے میں بھی کوئی دشواری نہیں ہوتی۔اس لیے اگر اردو ادب اطفال میں شاعری کا تناسب زیادہ ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں غالباً یہ صورت حال ہر زبان کے ادب اطفال میں دیکھی جا سکتی ہے۔

بقول محمود الرحمیں:

”بچوں کے لیے لکھی گئی شاعری کا دائرہ بہت وسیع ہے اور ہم دیکھتے ہیں شعری اصناف نے کسی نہ کسی انداز میں قدم بہ قدم بچوں کی زندگی کے ہمراہ سفر ضرور کیا ہے۔“ (2)

موجودہ دور میں بچے ادب اور نظم نگاری کے فن سے بے اعتنائی برت رہے ہیں جس کی وجہ ٹیکنالوجی ہے بچے آج کل موبائل میں ایسی بے ترتیب اور بے معنی نظمیں، کارٹون دیکھتے ہیں جس سے ان کی ذہنی نشوونما میں اضافہ نہیں ہوتا اور یہ بات درست بھی ہے، بہت کم لوگ اس جانب توجہ دے رہے ہیں، جب کہ ہمارے بڑے بڑے شعراء نے بچوں کے لیے بڑی پیاری پیاری نظمیں اور کہانیاں لکھی ہیں۔اکیسویں صدی کے شعراء میں اقبال راہی وہ شخصیت ہیں جنھوں نے بچوں کے ادب اور خصوصی طور پر بچوں کی شاعری پر خصوصی توجہ دی ہے اور اس سلسلے میں بچوں کی نظمیں

لکھیں۔”بچوں کی دنیا اور بچوں کا باغ“ کے عنوان سے دو نظموں کے مجموعے مرتب ہو چکے ہیں جو کہ تاحال غیر مطبوعہ ہیں۔اقبال راہی کی شخصیت میں بچوں کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی ہے وہ بھی ایک باپ ہیں لیکن اُن کے چار بچے ایک موذی مرض (تھیلیسیمیا) کا شکار ہو کر اس دنیا فانی کو چھوڑ گئے اقبال راہی نے اپنے بچوں کی محبت اور پھر اُن کی وفات کو شاعری کے الفاظ کے ذریعے بیان کیا ہے انھوں نے اپنے جوان مرگ بیٹے فیصل اقبال کی چوتھی برسی پر ایک غزل کچھ یوں لکھی:

کیسے نکلے گی مرے دل سے محبت اس کی
ہر حسیں شے میں جھلکتی ہے شباہت اس کی
وہ مرے ذہن کی چلمن سے لگا بیٹھا ہے
سامنے سے کبھی ہٹتی نہیں صورت اس کی
اس نے منہ موڑ لیا تو مجھے معلوم ہوا
گھر کے ہر فرد کے دل پر تھی حکومت اس کی
بجھ گیا گرچہ مرا شعلہ امید مگر
رو دیئے دیکھ کے اغیار بھی حالت اس کی
جب بھی تنہائی میسر ہو تو یاد آتی ہیں
شوخیاں اس کی ادا اس کی شرارت اس کی
سر جھکائے ہوئے خاموش پڑا ہے فیصل
بعد مرنے کے بھی بدلی نہیں فطرت اس کی
صرف یہ سوچ کے تسکین سی ہو جاتی ہے
مجھ سے زیادہ مرے رب کو تھی ضرورت اس کی
اس کے ماتھے پہ سجایا نہیں سہرا ہم نے
آ گیا وقت ادھوری رہی حسرت اس کی
جس کمائی پہ ہمیں ناز بہت تھا راہی
لٹ گئی جب تو کھلی ہم پہ حقیقت اس کی (3)

بچوں کی شاعری میں نظم نگاری کو ایک کارِ دشوار قرار دیا ہے۔انھوں نے بچوں کی شاعری کے لیے اندازِ بیان میں سادگی اور روانی کو بنیاد قرار دیا ہے۔فطرت اور اُس کے مظاہر سے محبت بچوں کی فطرت میں شامل ہوتا ہے بچے نہ صرف فطرت اور کائنات میں پائے جانے والے پرندوں کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں بلکہ ان سے پیار بھی کرتے ہیں کچھ پرندے پالتو بھی

ہوتے ہیں جنہیں گھروں میں پالا جاتا ہے جن میں سے ایک مرغی بھی ہے۔اقبال راہی نے ” مرغی“ کے عنوان سے اپنی نظم میں بچوں کی سوچ و فکر خوب صورت انداز میں بیان کیا ہے،اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے:

میں مرغی ہوں دیکھی بھالی
پر نیلے ہیں چونچ ہے کالی
دانہ دنکا چین سے کھاؤں
رات کوڈربے میں سو جاؤں
بارش آجائے جو گھر میں
چھپتی پھرتی ہوں بستر میں
بچو میرے پاس نہ آنا
ہاتھ مجھے آ کر نہ لگانا
روٹھ گئی تو پھر کیا ہو گا
آپس میں پھر جھگڑا ہو گا (4)

فطرتی مظاہر سے متاثر ہونا انسانی فطرت میں شامل ہے اور یہ ایک باشعور اور باذوق فرد کا خاصہ بھی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کائنات کی تخلیق کی ہے اور اس کائنات کی خوبصورتی کے لئے مختلف انواع اور اقسام کی تشکیل بھی کی ہے اور اگر ہم فطرت پر نظر ڈالیں تو ہمیں جا بہ جا اس کی فطرت کی کاری گری واضح اور صاف دکھائی دیتی ہے۔بچے بھی فطرت سے نا صرف متاثر ہوتے ہیں بلکہ فطرت میں دلچسپی بھی لیتے ہیں اس لیے ولیم ورڈز ورتھ کو فطرت کا شاعر کہا جاتا ہے،اردو ادب میں بھی مختلف ادوار کے شعرا نے فطرتی مظاہر اور نظاروں کو اپنی شاعری کا موضوع بنایا ہے، سر عبد القادر کے ” مخزن“ نے فطرت نگاری کو رواج دیا،اس کے علاوہ حلقہ ارباب ذوق کے شاعروں نے فطرت کے استعاروں کے ذریعے اپنے جذبات و کیفیات کا ذکر کیا ہے۔اقبال راہی نے بھی اسی روایت کو برقرار رکھا ہے انھوں نے سردی اور گرمی کے موسم کی کیفیات کو نہایت ہی آسان پیرائے میں اپنی نظموں میں پرویا ہے۔اقبال راہی نے اپنی نظموں میں نہ صرف فطرت کے نظاروں کو بیان کیا بلکہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور یکتائی کو بھی بیان کیا ہے جس سے بچوں کے اندر خدا کی بڑائی اور یکتائی کا ایک پختہ احساس پیدا ہوتا ہے اسی لیے وہ چھوٹے بچوں کے لیے لکھی گئی نظم ”حمد“ میں بچوں کے اندر وحدانیت کا ایک سحر انگیز اثر پیدا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے :

اونچی شان کا مالک ہے تو
ہر ذرے میں تیری خوشبو
تو نے سب انسان بنائے
جینے کے آداب سکھائے

تیری یاد ہے جس کے دل میں
کیسے آئے وہ مشکل میں
سب سے اعلیٰ سب سے پیارا
تو ہی اپنا ایک سہارا
گلشن سبھی نکھارے تو نے
منظر خوب سنوارے تو نے
چمکائے ہیں تارے تو نے
پھیلائے اجالے تو نے (5)

جانوروں اور پرندوں کا تذکرہ دراصل فطرت کے منظر کو بیان کرنا ہوتا ہے۔ مرزا ادیب ایسی نظموں کو جن میں فطرت کی منظر کشی کی گئی ہو انھیں منظری نظمیں قرار دیتے ہیں۔ جب کہ عباس کے مطابق:

"بچے بڑوں کی طرح فطرتی مظاہر سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔" (6)

اقبال راہی کی بچوں کی شاعری کا بنیادی موضوع بھی فطرت ہی ہے وہ فطرت کے مناظر کو اپنی شاعری میں خوبصورت الفاظ، تشبیہات اور استعاروں کے ذریعے پیش کرتے ہیں جس سے بچہ میں فطرت میں دلچسپی لینے کی لگن بیدار ہوتی ہے اور بچہ فطرت کا جائزہ قریب سے لے سکتا ہے اقبال راہی نے اپنی شاعری میں فطرت کے ہر ذرے کو خوبصورت انداز میں بیان کیا ہے۔ جس میں گرمی سردی، بہار، سورج، چاند اور ستارے سبھی شامل ہیں۔ ان کا ایک قطعہ "سورج" فطرت کی عکاسی کرتے ہوئے نظر آتا ہے۔

کسی جانب نہیں ٹھنڈک کا وجود
آگ برسانے لگا ہے سورج
اب تو بجلی کا کرو بندوبست
سر پہ اب آنے لگا ہے سورج (7)

شاعری انسان کے ساتھ ساتھ بچوں کی سوچ کی عکاس اور مذہبی اور قومی افکار و تصورات کی ترسیل کا ذریعہ بھی ہوتی ہے۔ اردو شاعری کا یہ خاصہ ہے کہ اس میں عشق و محبت کے جذبات بھی ہیں اور ملکی و قومی معاملات بھی۔ ثقافت و روایت کی ترجماں بھی ہے اور مذہبی عقائد و عبادات اور ان کے ساتھ جڑے انسانی افکار و تصورات کی امین بھی ہے۔ روزہ ایک مذہبی فریضہ ہے اور اسلام کے پانچ ارکان میں سے ایک اہم رکن ہے۔ رمضان جہاں بڑوں کے لیے خوشیاں اور رحمتیں و آزمائشیں لاتا ہے اس کے ساتھ ساتھ بچوں کے لیے بھی مسرت و فرحت کا باعث ہوتا ہے، بچوں کے لیے روزہ نہ صرف ایک درس کا ذریعہ ہے بلکہ اس سے بچوں میں قوت برداشت پیدا ہوتا ہے اور دوسروں کے لیے جذبات اور احساسات پیدا ہوتے ہیں۔ ماہِ صیام کے بعد بچوں کے لیے عید ایک مذہبی تہوار کے ساتھ ساتھ خوشیوں کا ذریعہ بھی ہے

لیکن عید کے اس پُر مسرت موقع پر نہ صرت بچے بلکہ بڑے بھی منافع خوروں کے ہتھے چڑھ جاتے ہیں اقبال راہی نے بھی "برکتوں کا مہینہ" کے عنوان سے قطعہ میں یہی درس دیا ہے کہ بچو! جو کچھ ہم رمضان کے مہینے میں سیکھتے ہیں اُس کا عملی مظاہرہ ہر حال میں ممکن بنائیں۔

اچھے کاموں سے دور رہتے ہیں
کاش ہم لوگ ہوں نہ اتنے برے
برکتوں کا مہینہ آتا ہے
تیز کرلیں منافع خور چھرے (8)

کسی بھی معاشرے کی اخلاقی تربیت اور معاشرے کی ترقی کا انحصار اُس ملک میں بسنے والے لوگوں کی تعلیم پر ہوتا ہے اور اس سلسلے میں یہ امر قابل غور ہے کہ کسی بھی معاشرے میں بچے جتنے پڑھے لکھے اور تعلیمی یافتہ ہوں گئے معاشرہ اتناہی ترقی یافتہ ہوگا اور بچوں کی تربیت اور تعلیم کی ذمہ داری صرف والدین بلکہ معاشرے اور اساتذہ پر بھی ہوتی ہے۔ معاشرے کی فلاح اور بقاء کے لیے بچوں کی تربیت ہر نقطہ سے کی جاتی ہے اُن کا تعلق معاشی اقدار سے ہو یا معاشرتی اقدار سے تربیت کے اس عمل کے دوران معاشرے کا ہر فرد اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے گاہے بگاہے بچے کو نصیحت کرتا رہتا ہے۔ اس بات کو مد نظر رکھتے اقبال راہی بھی بچوں کو نصیحت کرتے ہیں لیکن اُن کی نصیحت کا انداز شاعری کی صورت میں ہے کیونکہ شاعری کا ایک اہم پہلو اختصار بھی ہے اور شاعری میں اختصار اور اثر کا عنصر نثر کی نسبت زیادہ ہوتا ہے۔ اس لیے اقبال راہی نے بچوں کی نظموں میں جو پیغام دیا ہے اُس میں اختصار اور تربیت کا پہلو نمایاں ہے۔ اقبال راہی کی نظمیں بچوں پر مثبت اثر ڈالتی ہیں کیونکہ اقبال راہی کو اس بات کا علم ہے کہ ماہرین نفسیات کے نزدیک ابتدائی پانچ سالوں میں بچوں کی اسی فیصد شخصیت مکمل ہو جاتی ہے۔ اسی لیے اسی عمر میں بچوں کی شخصیت کی تکمیل ضروری ہے کہ شاعری میں ایسا انداز اپنا جائے جو دلچسپ بھی ہو اور موثر بھی، اقبال راہی نے اپنی دیگر نظموں کے ساتھ ساتھ "نصیحت" کے عنوان پر اپنی نظم میں نہایت جامع اور پُر اثر انداز میں تعلیم و تربیت کا ساماں مہیا کیا ہے، اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے :

سُنو اک بات میری آؤ بچو
پڑھو لکھو بڑے بن جاؤ بچو
سدا ماں باپ کے کہنے میں رہنا
نگینے کی طرح گہنے میں رہنا
محمد مصطفیٰ کی تم ہو امت
خدا تم پر کرے گا اپنی رحمت
کرو تم علم حاصل ہو جہاں تک
کہ چرچا ہو تمھارا آسماں تک

تمھیں اک روز بننا ہے سپاہی
یہ کرتا ہے نصیحت تم کو راہی (9)

جس طرح کائنات میں مور، بلبل، چڑیا معصوم پرندوں کی علامت سمجھے جاتے ہیں اسی طرح کچھ پرندوں کو علامتی مکار اور چالاک پرندے بھی جانا جاتا ہے اور ان میں کوا سر فہرست ہے کوا وہ واحد پرندہ ہے جسے ہم اپنی زندگی میں سب سے زیادہ دیکھتے ہیں اسی وجہ سے بچے بچپن میں سب سے زیادہ اُسے دیکھتے اور اُس سے بات بھی کرتے ہیں اگر ہم اپنی شاعری میں پرندوں کے تذکرے پر بات کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ کوا وہ واحد پرندہ ہے جس کا تذکرہ اُردو شاعری میں بہت کم ملتا ہے اور اسی وجہ سے کوے کے اوپر لکھی گئی نظمیں اُردو شاعری میں آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ اقبال راہی نے "کوّے" کے عنوان سے اپنی نظم میں نہ صرف اردو شاعری کی روایت کو زندہ رکھا ہے بلکہ بچوں کی نفسیات کا بھی احاطہ کیا ہے کیونکہ بچپن میں یہ بات زد عام تھی کہ کوا جس گھر کی چھت پر آ کر کائیں کائیں کرتا ہے اس دن اس گھر میں مہمان آتے ہیں۔ کوے کے حوالے سے اقبال راہی کی اس نظم کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے :

کام ہے کائیں کائیں کرنا
روٹی کے ٹکڑے پر مرنا
سر پر بال ہیں کالے کالے
لچھن میرے دیکھے بھالے
ہلکا پھلکا جسم ہے میرا
ہر گھر میں ہے میرا پھیرا
صبح سویرے جس گھر جاؤں
اس گھر میں مہمان بلاؤں
آہٹ ہو تو ڈر جاتا ہوں
اس گھر سے اُس گھر جاتا ہوں
بھدی سی آواز کا مالک
بے سُر کے اک ساز کا مالک (10)

انسانی سوچ میں ایک بہت بڑی غلط فہمی موجود ہوتی ہے کہ جو کچھ وہ سوچ رہا ہے وہی حقیقت ہے اور خاص طور پر یہ غلط فہمی بچے میں عام پائی جاتی ہے کیونکہ بچہ یہ سمجھتا ہے کہ جو کچھ وہ سوچ رہا ہے وہی حقیقت ہے لیکن حقیقت اس کے برعکس ہوتی ہے بعض اوقات حالات و واقعات حقیقت سے یکسر مختلف ہوتے ہیں اس بات کے پیش نظر اقبال راہی نے بھی نظمیں لکھی اور یہ نظمیں بھی سبق پر مبنی ہیں تا کہ بچہ اُن کی شاعری کو نہ صرف پڑھے بلکہ اُس سے کوئی نہ کوئی سبق بھی سیکھے شاعری کا تعلق خواہ مزاحیہ انداز میں ہو یا سنجیدہ لیکن اقبال راہی کی شاعری اسی سوچ اور فکر کے مطابق ہے۔ ان

میں خاص بات یہ ہے کہ مزاحیہ انداز میں تعمیری کردار کی حامل ہیں۔ تخریبیت کا شائبہ تک نہیں ہوتا۔ان کی نظموں کی فنی اور اسلوبیاتی حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ ان کی نظموں میں بھی غزلوں جیسا ترنم پایا جاتا ہے اور مخصوص بحروں پر لکھی گئیں ہیں،مندرجہ ذیل نظم بہ طور حوالہ ملاحظہ کیجیے، جس میں ایک مزاحیہ انداز اختیار کرتے ہوئے بچوں کر ایک سبق بھی دیا گیا ہے اور بچوں کو ایک سوچ عطا کی گئی تا کہ وہ معاشرے کا فاعل اور بہتر شہری بن سکیں۔

گلی میں چورن والا آیا
پڑیاں جیب میں بھر کر لایا
ڈب ڈب ڈب ڈب ڈھول بجائے
بچوں کو یوں پاس بلائے
ذرا ذرا سا چورن دے کر
دو دو پیسے سب سے لے کر
خوش ہو ہو کر جھومتا ہے وہ
ڈھولک کا منہ چومتا ہے وہ
دیکھو بچوں چورن والا
کیسا انوکھا کیسا نرالا
محنت کر کے کھاتا ہے وہ
ہاتھ نہیں پھیلاتا ہے وہ [(11)]

بچپن میں بچہ نہ پختہ ذہن اور خیالات کا مالک ہوتا ہے اور اُسے جو نظر آ رہا ہوتا ہے وہ سمجھتا ہے حقیقت میں وہی درست ہے وہ ہر ایک پر اعتماد کرتا ہے وہ کسی بھی چیز کو اُس کی اصلیت میں جا کر نہیں دیکھتا اور اُسے پڑھے بغیر اندھی تقلید کا پیروکار ہوتا ہے اسی طرح وہ دوستی میں حد سے زیادہ دوسرے پر بھروسہ کرتا ہے لیکن حقیقت میں ہر ہاتھ ملانے والا شخص دوست نہیں ہوتا بلکہ دوست وہ ہوتا ہے جو مصیبت میں بھی کام آئے۔ اس نظریہ کو مد نظر رکھتے ہوئے اقبال راہی کی بعض نظموں میں استعاراتی عنصر غالب دکھائی دیتا ہے۔وہ جزسے کل کا سفر اپنے قاری کو غیر محسوس انداز میں کراتے ہیں۔ کیونکہ بچے ناپختہ خیالات اور افکار رکھتے ہیں۔دوستی میں وہ حد سے زیادہ ایک دوسرے پر اعتماد اور بھروسہ کر لیتے ہیں ۔اکثر اوقات انھیں بعد میں پچھتاوا ہوتا ہے۔ اسی چیز کو اقبال راہی اپنی غزل میں بیان کرتے ہیں اس میں انھوں نے جزئیات نگاری کی عمدہ مثال پیش کی ہے۔اور جزو سے کل کی طرف بڑی کامیابی کے ساتھ قاری کو پہنچایا ہے،اس نظم کا آخری شعر ہی اس نظم کا مکمل تاثر قائم کرتا ہے۔یہ غزل کا انداز بڑا موثر اور دلفریب ہے۔

پھیر لیں تم نے نگاہیں آشنا ہوتے ہوئے
زندگی بے آسرا ہے آسرا ہوتے ہوئے

وصل کی گھڑیوں پہ نازاں ہو نہ کوئی خوش نصیب
وصل کے لمحوں کو دیکھا ہے ہوا ہوتے ہوئے
جن کی رگ رگ میں بسی ہے روشنی ایمان کی
اُن کو دیکھا ہے جہاں میں کیمیا ہوتے ہوئے
زندگی بھر ساتھ دینے کی قسم کھاؤ نہ تم
میں نے سایوں کو بھی دیکھا ہے جدا ہوتے ہوئے
اپنے راہی کی خوشی برباد کر دی آپ نے
آپ کچھ تو سوچتے مجھ سے خفا ہوتے ہوئے (12)

اقبال راہی نہ صرف ایک زندہ دل آدمی ہیں بلکہ محبت کرنے والی شخصیت بھی ہیں اُن کی شاعری نہ صرف قابل تحسین ہے بلکہ سبق آموز بھی ہے اور اسی وجہ سے اُن کی نظمیں معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ دل چسپ بھی ہیں وہ ایک کھرے انسان ہیں اسی وجہ سے شاعری میں بھی کھرا پن اور معصومیت واضح دیکھی جا سکتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ان کی سوچ اور فکر کی عکاس بھی ہیں۔اقبال راہی نے جب بھی بچوں کے لیے لکھنے کی کوشش کی تو بچوں کے رجحانات اُن کی سوچ اور خاص طور پر بچوں کی نفسیات کو مد نظر رکھا اُن کی بچوں کی شاعری کئی موضوعات پر ہے۔اُنھوں نے ہر عمر اور ہر مزاج کے بچے کے لیے شاعری کی ہے اور یہی وجہ ہے کہ اُن کی بچوں کے لیے نفسیات کا معیار پختہ ہے۔اقبال راہی کبھی خود بھی بچے تھے اور اپنے بچپن کے دن کا موازنہ آج کے بچوں سے کرتے ہیں اور اپنی یادوں کو آج کے بچوں کے بچپن میں ڈھونڈتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔

زندگی تین مراحل سے ہو کر گزرتی ہے اگر عام سی اس کی تقسیم کریں تو یہ تعین مراحل بچپن،جوانی اور بڑھاپا ہے اور زندگی کے ان مراحل کے اپنے تقاضے ہوتے ہیں زندگی کے ان مراحل کے ساتھ خواہشات اور آرزوئیں وابستہ ہوتی ہیں۔پچھلے مرحلے کے اقوال،افعال اور اعمال اگلے مرحلے میں پہنچنے پر ہیچ معلوم ہوتے ہیں،اور پھر جب انسان اپنی گزشتہ زندگی پر نظر دوڑاتا ہے تو اسے اپنی ان یادوں پر ہنسی آتی ہے۔یہ یادیں انسان کی زندگی کا ایک عظیم سرمایہ ہوتی ہیں ۔اقبال راہی نے "اپنا گھر" کے عنوان سے اپنے قطعہ میں انہی جذبات و احساسات کا ذکر کیا ہے،اس قطعہ سے اشعار ملاحظہ کیجیے:

سکوں جیسی حسین شے سے کہاں واقف دل اپنا
مقدر میں کہاں لکھا تھا اپنے چین سے سونا
ہمارے جیسے لوگوں کے لیے اک معجزہ ٹھہرا
کرائے کے مکاں سے اپنے گھر میں منتقل ہونا (13)

موجودہ معاشرتی نظام پر اک نظر ڈالی جائے تو ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارا معاشرہ ایک طبقاتی تقسیم میں گرا ہوا ہے اور اس طبقاتی تقسیم کا اثر ابچوں کی زندگی پر سب سے زیادہ ہے عام طور پر معاشرتی تقسیم کو ہم دو حصوں میں تقسیم کرتے ہیں امیر اور غریب کیونکہ بچے معاشرے کے اوپر گہری نظر رکھتے ہیں اس وجہ سے اس تقسیم کی بدولت بچے احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس چیز کو اقبال راہی بھی سمجھتے ہیں اور بچوں کی سوچ کے عکاس بھی ہیں۔ اقبال راہی کی شاعری جہاں پند و نصائح، مزاح اور مذہبی تصورات و اعتقادات کی عکاسی کرتی ہے، اس کے ساتھ ساتھ موجودہ معاشرے کے متوسط طبقہ کے بچوں کی چھوٹی چھوٹی محرومیوں، خواہشات اور پریشانیوں کا عکس بھی ہے۔ نظم "ایک روٹی کا نوالہ مانگتے پھرتے ہیں لوگ" کے چند اشعار ملاحظہ کیجیے، جو اسی سوچ و فکر کی عکاسی کرتے ہیں :

ایک روٹی کا نوالہ مانگتے پھرتے ہیں لوگ
شدت بارش سے تانتا بندھ گیا سیلاب کا
ہو گیا پامال خطہ سندھ اور پنجاب کا
ان گنت افراد پانی کا نوالہ بن گئے
بچنے والے وقت کے ہاتھوں کا تماشہ بن گئے
چھن گئے ماؤں کی گودوں سے حسین تر شیر خوار
جم گیا ہے کتنے چہروں پر یتیمی کا خمار
غمزدہ اجداد کی زندہ نشانی بہہ گئی
دلہنوں کے ہاتھ سے رنگ حنا بھی اڑ گیا
کون ان کے سر سے بدلے گا مصیبت کی ردا
ہو گئے بہنوں سے ہنستے کھیلتے بھائی جدا
کارفرما اس میں کیا ہے مصلحت میرے خدا
لگ گئے آمودہ انسانوں کو مجبوری کے روگ
ایک روٹی کا نوالہ مانگتے پھرتے ہیں لوگ (14)

اقبال راہی شاعری کی ہر ہیت کو نہ صرف سمجھتے ہیں بلکہ اُن کے اندر ایک ایسی خوبی بھی ہے جو باقی شعرا میں کم دیکھنے کو ملتی ہے اور وہ یہ ہے کہ اقبال راہی کی نظمیں فنی اور اسلوبیاتی ہیں اور الفاظ و تراکیب کا عمدہ مجموعہ بھی ہیں۔ اقبال راہی الفاظ و تراکیب کے استعمال کے دوران نہایت احتیاط کرتے ہیں وہ نہ صرف عام بول چال کے الفاظ کو اپنی شاعری کی زینت بناتے ہیں بلکہ یہ فن اُن کا خاصہ ہے اور کئی شعرا اس فن کو اُن سے حاصل بھی کر رہے ہیں اس وجہ سے اُن کی شاعری میں غیر ضروری الفاظ کا استعمال بہت کم دیکھنے کو ملتا ہے کیونکہ وہ شعر میں زبان کا استعمال خوب اچھی طرح جانتے

ہیں۔ اسی وجہ سے ہم کہتے ہیں کہ دیکھنے میں یہ نظمیں الگ الگ ہیں اور مختلف اوقات میں لکھی گئی ہیں لیکن ان میں ایک ربط بھی ہے اور ایک تسلسل بھی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ فاروق حسن، اردو میں ادبِ اطفال کا ایک جائزہ،لاہور: ایجوکیشنل اکاڈمی، 1991ء، ص15

۲۔ الرحمیں، محمود، اردو میں بچوں کا ادب، کراچی: نیشنل پبلشنگ ہاؤس لمیٹڈ، 2001ء، ص13

۳۔ اقبال راہی، مشمولہ ماہنامہ سانجھاں، لاہور: جون 1996ء، ص38

۴۔ اقبال راہی، مشمولہ روزنامہ، بچوں کا رنگ،لاہور:22 ستمبر 1983ء، ص22

۵۔ اقبال راہی، مشمولہ بچوں کا قائدہ،لاہور: سنگِ میل پبلیشر، 2015ء، ص19

۶۔ غلام عباس، پھول کے گیت،لاہور: ندیم بک ہاؤس، 2015ء، ص5

۷۔ اقبال راہی، قطع بُرید،لاہور: گلشن ادب پبلیشرز، 2015ء ص139

۸۔ ایضاً، ص95

۹۔ اقبال راہی، مشمولہ ہفت روزہ ایشیاء،لاہور، 1996ء، ص93

۱۰۔ اقبال راہی، مشمولہ روزنامہ بچوں کا رنگ،لاہور:22 ستمبر 1983ء، ص22

۱۱۔ قبال راہی، زندہ حروف،لاہور: گلشن ادب پبلیشرز، 1981ء، ص13

۱۲۔ اقبال راہی، مشمولہ ماہنامہ، پاک جمہوریت،لاہور: مئی 1969ء، ص93

۱۳۔ اقبال راہی، شل،لاہور: گلشن ادب پبلیشرز، 2018ء، ص114

۱۴۔ اقبال راہی، مشمولہ روزنامہ بچوں کا رنگ، لاہور:22 ستمبر 1983ء، ص8